ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.7,Issue No.1 (2025)
(January to March)

پاکستانی اُردو نظم میں جدیدیت: رجحانات کا تنقیدی جائزہ

Modernity in Pakistani Urdu Poetry: A Critical Review of Trends

عطیہ ہما صدیقی
لیکچرار، شعبۂ اُردو، شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی، کراچی

Atia Huma Siddiqui
Lecturer, Department of Urdu, University of Karachi, Karachi

Abstract:
Before partition, Urdu Nazm had established as a firm genre of Urdu Poetry, with all this creativity and affection. In that era the Urdu Nazm was influenced by progressive movement. After creation of Pakistan Urdu Nazm has covered different subjects according to the circumstances, including progressive thoughts. In 1960, there was a new philosophy came across to Pakistan literature called Modernism. Modernism was a literary movement which was the result of European Renaissance. Modernism was a mindset which was based on novelty. This ideology had set untraditional style of expressing feelings and demanded newness in form and style, so to create something new they adopted symbolic writing style. Urdu literature accepted this new ideology, especially Pakistani Urdu Nazm in flounced more by this trend. Poets from Halqa Arbab-e-Zauq moved this new manner forward and gave a different style to Urdu Nazm. Noon Meem Rahid is the most significant and big name of this style and concept. Iftikhar Jalib, Wazir Aagha, Tasadduq Hussain Khalid, Zia Jalandhari, Anis Nagi, Tabassum Kashmiri etc. were also the important names whom adopted this manner very smartly.

Keywords: Modernism, Partion, Halqa Arbab-e-Zauq, Noon-Meem Rashid, Renaissance, Symbolic, Novelty, Urdu Nazm, Modernism

قیامِ پاکستان سے قبل ہی اُردو نظم کی ایک مضبوط روایت قائم ہو چکی تھی۔ عالمی نظریات و تحریکات کے زیرِ اثر اُردو نظم نے بہت تیزی سے جدت و روایت کو ساتھ لیے اپنا سفر جاری رکھا۔(۱) یکے بعد دیگرے مختلف رجحانات کا اثر اُردو نظم پر رہا جیسے صداقت، رومانیت اور اشتراکی نظریات وغیرہ۔ ان سب میں اشتراکی نظریات نے اُردو نظم پر بڑے گہرے اور دیرپا اثرات مرتب کیے اور ایک طویل عرصے تک اُردو نظم ترقی پسند رجحانات کے اثر سے باہر نہ آ سکی۔ البتہ نظم کی ہیئت و صنف نے اُردو شاعری میں ایک مستحکم صورت اختیار کر لی اور بطور ایک اہم اور نمایاں صنف کے اپنے آپ کو منوایا۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ ترقی پسند نظریہ قیامِ پاکستان کے بعد بھی اُردو نظم کا غالب موضوع رہا لیکن چوں کہ ادب اپنے عہد سے بے تعلق نہیں رہ سکتا لہٰذا تقسیمِ ہند، ہجرت، بے سر و سامانی اور فسادات جیسے عصری مسائل بھی اُردو نظم میں کثرت سے موضوع بنے۔ اس ضمن میں فیض احمد فیضؔ، جوش ملیح آبادی، اسرار الحق مجازؔ، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی، ناصر کاظمی اور افتخار جالب جیسے بڑے نام شامل ہیں۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۰ء کے درمیان اُردو نظم میں ایک

نیا رجحان سامنے آیا جسے جدیدیت (Modernism) کہا جاتا ہے۔ (۲) یہ رجحان بنیادی طور پر مغربی ادب کے زیرِ اثر اُردو اَدب میں داخل ہوا۔ اس رجحان کے پیچھے جو فکر کار فرما تھی اس کا تعلق یورپ کی نشاۃ الثانیہ (Renaissance) سے تھا۔ مارٹن لوتھر (Martin Luther) نے پندرھویں صدی میں یورپی معاشرے کی اصلاح کا آغاز کیا۔ (۳) اصل میں یہ اصلاحِ دین سے وابستہ تحریک تھی جس نے آگے چل کر یورپ کی معاشرتی، سیاسی و ادبی اصلاح کا کام بھی کیا۔ (۴) یورپ میں مذہبی اجارہ داری نے عوام کو مذہب مذہبی اداروں اور افراد سے بددل کر دیا تھا پھر یہیں سے بغاوت کا آغاز ہوا اور یورپی عوام نے مذہبی حکمرانی کو رد کر دیا۔ مارٹن لوتھر نے کیتھولک چرچ کی اجارہ داری، سخت مذہبی قوانین، توہم پرستی اور مافوق الفطرت عناصر کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے قومی ریاستی اُصول کو قائم کرنے کی تحریک کا آغاز کیا۔ (۵) یہ گویا عقل و سائنس کے خلاف ان مذہبی افراد کے سخت اُصولوں پر بغاوت کا آغاز تھا۔ چوں کہ جرمنی کے عوام اور حکمران دونوں پوپ اور چرچ کی بدعنوانیوں سے تنگ آچکے تھے اس لیے انھوں نے لوتھر کا ساتھ دیا اور پوپ سے اس کی حفاظت کی۔ اس کی اصلاحات کی بدولت چرچ کا زور کم ہوا۔ لوتھر کا یہ انقلابی قدم مذہبی جبر و استحصال کے خاتمے کے لیے تھا۔ سیاسی، سماجی و معاشی نظام میں وہ قدیم روش کو برقرار رکھنے کا حامی تھا۔ (۶) اس نے فرد کو چرچ کے تسلط سے آزاد کروا کر اس کا رشتہ خدا سے قائم کر دیا۔ اس تحریک نے اگرچہ مذہبی حوالے سے کام کیا اور اتھارٹی کو چیلنج کرنے کی روایت ڈالی تھی لیکن یہ روایت رکی نہیں اور آگے بڑھی۔ اسی روایت نے یورپ کے سیاسی، سماجی اور اقتصادی حالات میں تبدیلی کی راہ ہموار کی۔ (۷) لوتھر کی ان اصلاحات نے یورپ میں ایک نئے دَور کا آغاز کیا جسے ریفارمیشن (Reformation) سے تعبیر کیا گیا۔ اس جدید دَور میں دو پہلو ایسے ہیں جو اہم ہیں: چرچ کی کم ہوتی اتھارٹی اور سائنس کا بڑھتا ہوا قدم۔ (۸) چرچ کے اختیار سے آزادی نے انفرادیت کو فروغ دیا۔ لوتھر کی اصلاحات کے بعد کی صدی فکر و فلسفہ کے اعتبار سے بنجر رہی اور یورپ (جرمنی، اٹلی، اسپین و دیگر) مستقل ہنگاموں کی زد میں رہا۔ (۹) سترھویں صدی گویا سائنس سے منسوب صدی کہلائی۔ جدید فلسفے کا آغاز اسی صدی میں ہوا۔ (۱۰) اصلاحِ دین نے آہستہ آہستہ چرچ اور مذہبی علوم کے تسلّط کو ختم کیا۔ اس بنا پر سائنس نے تیزی سے ترقی کی۔ پروٹسٹنٹ فرقے میں، فرد چرچ سے آزاد تھا اور اسے تجربات کے ذریعے سچائی تک پہنچنے کی آزادی تھی۔ اسی فکر نے یورپ کو دریافت کے راستے دکھائے۔ (۱۱) یہ صورتِ حال سترھویں صدی کے اختتام تک یورپ کو بڑی تیزی سے آگے بڑھا چکی تھی۔ کوپر نیکس (Copernicus)، کیپلر (Kepler)، گیلیلیو (Galileo) اور نیوٹن (Newton) کی سائنسی ایجادات و نظریات نے جدید فلسفے کی بنیاد رکھ دی تھی۔ (۱۲) روشن خیالی نے ایک ایسے معاشرے کے قیام میں مدد دی کہ جس میں فرد آزاد تھا۔ معاشرہ ترقی پر یقین کرنے لگا تھا اور ماضی کا انکار کرتے ہوئے روشن حال اور بہتر مستقبل پر اس کی نظر رہنے لگی تھی یوں لبرل ازم کے جذبات کو آگے بڑھنے کا موقع ملا۔ (۱۳) سائنسی دریافتوں اور ایجادات میں تسلسل نے یورپ میں صنعتی انقلاب کی راہ ہموار کر دی تھی۔ سائنس، ٹیکنالوجی اور تحقیق کی ضمن میں سائنس دانوں میں مقابلہ اور رقابت نے اس فضا کو برقرار رکھنے اور مزید آگے لے جانے میں مدد دی۔ علم کی یہ آزادی گویا یورپ میں نئے دَور کا آغاز تھی۔

صنعتی انقلاب نے فیوڈل نظام کو توڑ دیا تھا اور اَب شہری زندگی کی رونقیں بڑھنے لگی تھیں۔ شہروں کی آبادی میں اضافہ ہوا۔ اس صورتِ حال نے جہاں بورژوا طبقے کو خوش حال بنایا وہیں بہت سے مسائل نے بھی جنم لیا۔ کچی آبادیاں بنیں، گندگی بڑھنے لگی، گندگی سے بیماریاں اور وبائی امراض پھوٹنے لگے۔ اس صورتِ حال نے مزدور طبقے کو متاثر کیا۔ بڑھتی مادہ پرستی نے انسان کی اہمیت ختم کر دی اور مشین کی حکمرانی قائم ہو گئی۔ (۱۴) اس مشینی و سائنسی ترقی نے انسان کو توہمات کے دلدل سے نکال تو دیا لیکن اس ترقی نے انسان پرستی اور انسانیت کے تمام قاعدے فراموش کر دیے تھے۔ عقیدہ انسان کی نفسیاتی طاقت کو غذا فراہم کرتا ہے عقل سے یہ ممکن

نہیں۔ چناں چہ انسان کی باطنی کش مکش اور اُلجھنیں نہ ختم ہو سکیں۔(۱۵) اس عقلی و منطقی سماج نے کائنات، خدا اور انسان کے تعلق کو بھی منطقی سطح سے تلاش کرنا شروع کیا۔(۱۶) اس پر کاری ضرب ڈارون (Charles Darwin)، کارل مارکس (Karl Marx) اور سگمنڈ فرائڈ (Sigmund Freud) کے نظریات نے لگائی اور اس مادہ پرست معاشرے کے فرد کو بے توقیر کر دیا۔(۱۷) عقل کی حکمرانی نے جذبات کو خاموش کر دیا، صنعتی نظام نے انسان کو مشین سے کمتر کر دیا۔ آلات پیداوار اور پیداواری نفع نے انسانیت کو کچل ڈالا۔ انسان میں اس کی اصل کے بے حیثیت ہونے اور لاشعور و تحت الشعور کی کش مکش کو اصل قرار دینے نے نیستی (Nothingness) کا احساس راسخ کر دیا۔ اس سماجی، معاشی و فکری صورتِ حال نے وجودیت (Existentialism)، علامتیت (Symbolism) اور تجریدیت وغیرہ جیسے نظریات کو جنم دیا اور یہی جدیدیت کہلائی۔(۱۸) جدیدیت کی دو جہتیں سامنے آئیں: ایک تو یورپ کی معاشی، سماجی و فلسفیانہ صورتِ حال کا پلٹا کھانا اور صنعتی نظام کا آغاز ہونا جس نے ایک نئے معاشرے کو جنم دیا۔ جس کی بنیاد اصلاحِ مذہب اور احیاعلوم کی تحریک کے ذریعے رکھی گئی تھی وہیں سے جدت پرستی (Modernity) کا آغاز ہوا۔(۱۹) دوسری جہت ادب میں جدت کا آغاز تھی جس کا دَور بیسویں صدی کا آغاز ہے۔(۲۰) یہ جدیدیت جو اَدب میں سامنے آئی ایک تو روایتی اور خارجیت پسند ادبی چلن سے بے زاری کا نتیجہ تھی اور دوسرا جدید صنعتی نظام کی دین غیر انسانی معاشرے کی ترقی کے خلاف خالصتاً انسانی وجود، ذہن اور جبلت کے ہونے اور اس کی اہمیت کا اظہار بھی تھا گویا جدیدیت پر مبنی ادب اصل میں ردِّ عمل تھا۔ رئیلزم (Realism) اور نیچرل ازم (Naturalism) کا۔ مشینی دَور میں بڑھتی مادہ پرستی اور انسان کی بے توقیری کا۔(۲۱) اسی ردِّ عمل نے وجودیت، دادائیت، سرئیلیت، علامتیت اور تمثالیت وغیرہ کو جنم دیا۔(۲۲) وجودیت (Existentialism) جدیدیت کی سب سے اہم اور بنیادی فکر ہے۔ جدیدیت کی فکر اس نظریے کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ وجودیت انسان مرکز فلسفہ تھا جس نے انسانی وجود کی برتری کا نعرہ لگایا لیکن اس کے ساتھ ہی وجودیوں نے انسان کی اصل کو بے حیثیت جان کر کرب اور اضطراب میں مبتلا بھی کر دیا اور اس وجود کی آزادی نے اسے خوف میں بھی مبتلا کر دیا کہ اس زندگی کے سفر میں اس کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ لہٰذا وہ بالکل تنہا اور مضطرب ہو گیا۔ یہ تصوّر ڈارون کی تھیوری کا نتیجہ تھا۔(۲۳) انیسویں صدی کے آخر میں کیر کیگارڈ (Kierkegaard) نے اس نظریے کو آگے بڑھایا۔ اظہاریت (Expressionism) کے ذریعے یہ کوشش کی گئی کہ داخلی تصویر، داخلی احساسات اور باطنی و روحانی حقیقت کو سامنے لایا جائے۔ داخلیت کی تصویر کشی ان کے نزدیک خارجیت سے زیادہ اہم اور وقیع تھی۔(۲۴) سرئیلزم (Surrealism) نے حقیقت سے ماورا ہو کر خواب، واہموں، پرچھائیوں میں حقیقت کو تلاش کرنا چاہا۔ گویا یہ بھی Realism کے خلاف زبردست اظہار تھا۔ شعور اور منطقی تصوّرات نے لاشعور کو ڈھانپ دیا تھا۔ سرئیلزم نے اسی لاشعور کی دنیا کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی۔(۲۵) ڈاڈاازم (Dadaism) نے نام نہاد انسان دوستی اور عظمتِ انسانیت کے نعروں کے خلاف فرد کے انفرادی اور داخلی تجربے کو اہمیت دیتے ہوئے داخلی تصوّر کو جنم دیا۔(۲۶) یہ فکر عالمی جنگ اور دہشت گردی کے رد میں سامنے آئی۔ علامت نگاری (Symbolism) کے ذریعے اپنے احساسات و تخیلات کو خود تخلیق کردہ غیر رسمی اور غیر روایتی زبان میں اظہار کی سطح پر لایا گیا۔ گویا ان کے نزدیک احساسات کو جوں کا توں پیش کر دینا اظہار کو بلندی و رفعت عطا نہیں کرتا اس لیے علامت اور استعاروں کے ذریعے خیال کو پیش کیا گیا۔(۲۷) یہ اور دیگر رجحانات جو مصوّری سے متعلق تھے بڑی تیزی سے فنونِ لطیفہ کا حصّہ بنے۔ ان سب میں جو قدر مشترک تھی وہ باطن پرستی، لاشعور کی کارفرمائی اور نامعلوم دنیا کی عکاسی تھی اور یہ یقیناً پچھلے دَور کی کڑی روایت پسندی، عقلیت اور خارجیت پرستی کا نتیجہ تھی۔

جدیدیت سے جڑے یہ تصوّرات بیسویں صدی کے ادب و فن پر ایسے غالب آئے کہ پوری صدی انہی نظریات کے زیرِ اثر رہی اور وجودیت نے مشرقی ادب اور مغربی ادب دونوں کو زیادہ متاثر کیا۔ یورپ میں مارکسزم بھی جدیدیت ہی کا حصّہ تھی لہٰذا یہ رجحان بھی نمایاں رہا۔ (۲۸) زرعی نظام سے نکل کر صنعتی اور میکانکی زندگی کا آغاز، ڈارون اور فرائڈ کے نظریات اور نطشے کا اعلان (خدا کی موت ہو گئی ہے ہم نے اسے مار دیا ہے) جدیدیت کے نظریے کا باقاعدہ آغاز تھا۔ (۲۹) اس کے نتیجے میں فرد خصوصاً ادبا کے دل میں مشینی تہذیب کے خلاف بے یقینی، بے تعلقی کے جذبے نے سر اُٹھایا اور خالقِ حقیقی کی ہستی کے بارے میں شک و شبہے نے راہیں بنالیں۔ (۳۰) ان تصوّرات کو استحکام بیسویں صدی کی دو عالمی جنگوں نے بخشا۔ سائنس کی تباہ کاریوں اور انسان کی بے بسی و بے چارگی نے وجودیت کے نظریے کو تمام رجحانات پر غالب کر دیا۔ گویا جدیدیت کا آدھا حصّہ وجودیت ہی ہے۔ اس فلسفے کے تحت جو کچھ لکھا گیا جدید ادب کے دائرے میں داخل ہوا۔ (۳۱) گویا جدید ادب ایک داخلی کش مکش، نفسیاتی پیچیدگی، اضطراب، کرب اور نئے پن کی تلاش کی بے قراری و بے چینی کا احساس ہے۔ نتیجتاً ان جذبات، احساسات، تصوّرات اور لاشعور کی دنیا کو سامنے لانے اور اس ضمن میں نئے طرزِ اظہار اور مختلف اسلوب کو اپنانے کی طرف توجہ صرف کی گئی۔ (۳۲)

مغربی ادب کے اثر سے اُردو اَدب میں جب یہ فکر داخل ہوئی تو شعری اصناف میں اُردو نظم اس تصوّر کے ابلاغ کی نمائندہ صنف بن گئی۔ یہ رجحان مابعد الطبیعیاتی تصوّرات اور روایت کا رد تھا۔ لہٰذا ایک اسلامی معاشرے میں اس کی کوئی گنجائش نہ تھی اس لیے پاکستان میں اس فکری رویے کی مخالفت میں ایک گروہ سامنے آیا جنھیں روایت پسند کہا گیا۔ (۳۳) روایت پسند گروہ نے ایسی فکر کو رد کیا جو خدا اور اس کی برتری کا انکار کرے جو اخلاق و مذہب کے معیارات کو نہ مانے۔ روایت پسند ادبا و ناقدین نے اس جدید ذہنی رویے کو کفر و الحاد قرار دیا، لادینیت کو اسلامی معاشرے کے لیے سمِّ قاتل ٹھہرایا۔ (۳۴)

اس مخالفت سے قطع نظر جدیدیت نے صرف ادبی و شعری اقدار و روایات ہی کو تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ اس ذہنی رویے نے بڑی تیزی سے تحریک کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس تحریک کے ذریعے اُردو نظم کے تخلیقی سرمائے میں خصوصیت کے ساتھ اضافہ ہوا۔ (۳۵) یورپ کے مقابلے میں پاکستان میں یہ جدید رجحان قدرے دیر سے پہنچا۔ اس کی بنیادی وجہ ہندوستان کے سیاسی و سماجی حالات تھے۔ اس دَور میں (قیامِ پاکستان سے قبل) ہندوستانی جس صورتِ حال سے نبرد آزما تھے۔ وہ استعمار سے آزادی کے حصول کی جدوجہد پر مبنی تھی وہ عالمی کش مکش اور اکھاڑ پچھاڑ سے اس طرح متاثر نہیں ہوئے تھے جیسے یورپ کا معاشرہ ہوا تھا۔ ہندوستان میں انفرادی اور وجودی نظریے کیسے فروغ پا سکتے تھے جب اجتماعی سطح پر ظلم و ستم کا شکار تھے۔ اس لیے اس دَور میں ترقی پسند نظریہ ہی غالب رہا۔ ۱۹۵۰ء کے بعد پاکستان کے حالات میں کچھ ایسی تبدیلیاں رونما ہوئیں کہ جدیدیت کو ہمارے ادب میں جگہ بنانے کا موقع مل گیا۔

پاکستان بنیادی طور پر اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لیکن یہ ہماری بدقسمتی رہی کہ مستحکم و مضبوط اسلامی و جمہوری نظام کا قیام عمل میں نہ آ سکا۔ ایسے حکمران اور رہنما اس ملک کا نصیب بنے جو امریکا جیسی غیر تصوّراتی ریاست کے تابع رہے۔ ان سے متاثر بھی تھے اور ان کے اندازِ فکر کو اپنانے کی تگ و دو میں لگے رہے۔ تجارتی و مادہ پرست امریکی معاشرہ کسی عقیدے و نظریے کا پابند نہیں تھا۔ لبرل ازم ان کی بنیاد تھا اس وابستگی نے پاکستان کے نظامِ حکومت اور تمدنی اطوار کو متاثر کیا۔ یہاں تک کہ ایک نیم سرمایہ دارانہ نظام قائم ہو گیا۔ دولت چند مخصوص خاندانوں میں بٹ گئی۔ مذہب کے نام پر جبر اور استحصال نے صورتِ حال کو مزید خراب کر دیا۔ (۳۶) ساتھ ہی تیزی سے بدلتے حکمران اور نظامِ حکومت کی نوعیت نے عوام کو ذہنی و نفسیاتی اور جسمانی طور پر مضمحل کر دیا تھا۔ مارشل لا نے بھی

پاکستان کے نظام اور عوام کو انتشار عطا کیا۔ اس صورتِ حال میں آزادیٔ تحریر و تقریر متاثر ہوئی تو علامتی و اشاراتی انداز فروغ پانے لگا۔ اس کے علاوہ ترقی پسندوں کی اجتماعیت اور سماجی حقیقت نگاری کے رجحان کا ردِّ عمل بھی تھا کہ ادبی جمود کو توڑ کر نئے جمالیاتی طرز کو اپنانے پر زور دیا جانے لگا۔ داخلیت کی بات ہونے لگی۔ (۳۷) داخلیت اور باطن یا نفس کی بات کرنے والا جبلت، ذات، نسل اور ماضی کو مرکزیت عطا کرتا ہے یہی حلقہ ارباب ذوق والوں نے کیا۔ (۳۸) مغربی ادب کا اثر تو تھا ہی کچھ پاکستان کی شعری، سیاسی و سماجی صورتِ حال نے بھی اس رجحان کو فروغ دیا۔ اس رجحان کے تحت لکھنے والوں میں پہلا اور سب سے بڑا نام میرا جی کا ہے۔ میرا جی کا تصوّر جدیدیت متعلقہ سماجی، تہذیبی اور تاریخی اعتبار سے نئے پن پر مبنی تھا یعنی ایسا جدید طرزِ اظہار جو ماضی کی روایت کو نئے ڈکشن میں پیش کرے۔ مغرب نے جس انداز، تہذیب اور اساطیر کو اپنایا ان سے ہٹ کر اپنی تہذیب، اساطیر اور اندازِ فکر کو جدید بنا کر بیان کرنا تھا اور یہی ان کی شاعری میں پورے طور سے نمایاں ہے۔ (۳۹) اس جدید طرز کے نتیجے میں جو نظم وجود میں آئی وہ ایک بدلے ہوئے تخلیقی رویے کا اظہار تھی۔ اجتماعیت کی جگہ انفرادیت نے لے لی تھی۔ تلخی و ترشی نئے نظم نگاروں کا بنیادی لہجہ بن گیا تھا اور حقائق کا اظہار پوری جذبیت کے ساتھ ان نظموں کا امتیاز ہو گیا تھا۔ (۴۰)

جدت پسند شعرا نے اس استعاراتی نظام کو اپنایا جو روایات سے ہٹا ہوا تھا۔ علامت کا گہرا ہ پردہ تھا۔ الفاظ کی معنوی سطح روایت سے جدا تھی۔ نئے مفاہیم و لفظیات نے اظہار کو جدت عطا کر دی تھی۔ یہ جدیدیت زمانی اعتبار سے نہیں تھی بلکہ روایت سے یکسر گریز پر مبنی تھی۔ (۴۱)

جو پاکستان نظم نگار اس رجحان کو لے کر چلے ان میں ن م راشد، تصدق حُسین خالد، افتخار جالب، انیس ناگی، وزیر آغا، تبسّم کاشمیری، عباس اطہر، قیوم نظر، ضیا جالندھری، جیلانی کامران، سلیم الرحمٰن، اعجاز فاروقی، ثروت حُسین، صدر الرشید، گوہر نوشاہی اور سعادت سعید وغیرہ اہم نام ہیں۔

ان شعرا نے پاکستانی اُردو نظم کو ایک غیر روایتی انداز بھی دیا اور اُردو نظم کی موضوعاتی و ہیئتی وسعت کو بھی ثابت کیا یعنی اُردو نظم کے تخلیقی زاویے کی جدت کو سامنے لائے۔ موضوعات کی نئی اظہاری صورت، خیال کی رسائی، معنٰی کی گہرائی سب اُردو نظم کا حصّہ ہو کر جداگانہ تشخص قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی تناظر کو قائم رکھتے ہوئے متعدد شعری مجموعے بھی شائع ہوئے۔ جیلانی کامران کا "استانزے"، سلیم الرحمٰن کا "شام کی دہلیز"، افتخار جالب کا "مآخذ"، انیس ناگی کا "بشارت کی رات" اور زاہد ڈار کا "درد کا شہر" اس ضمن میں اہم شعری مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ (۴۲)

جدیدیت کے نقطہ نظر پر مبنی شاعری بنیادی طور پر محاکاتی اسلوب کی نمائندہ ہے۔ اس کے علاوہ شعری لسانی اسلوب کی غیر روایتی صورت گری اور استعاراتی و علامتی پیرایۂ اظہار کو اپنانا ہی بنیادی محرک تھا۔ (۴۳) ن م راشد، جیلانی کامران، انیس ناگی، تبسّم کاشمیری، سلیم الرحمٰن، ثروت حُسین اور عبد الرشید نے خصوصیت کے ساتھ محاکاتی انداز اپنا کر نظم کے تخیل کو حقیقت سے قریب کیا۔ مکالماتی فضا قائم کر کے قاری کو اپنے تجربے میں شریک کرنے کی کوشش کی اور کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ اسی انداز نے پاکستانی اُردو نظم کو انفرادیت بھی عطا کی۔ چند مثالیں درج ہیں:

زندگی اِک پیرہ زن
جمع کرتی ہے گلی کوچوں میں روز و شب پُرانی دھجیاں
تیز، غم انگیز، دیوانہ ہنسی سے خندہ زن بال بکھرے، دانت میلے پیرہن

دھجیوں کا ایک سونا اور ناپید کراں، تاریک بن۔(۴۴)　(ن م راشد)

راشد نے یہاں زندگی کو ایک کردار میں ڈھال کر اس کا امیج بنایا ہے اور ہماری ماضی پرستی اور زندگی کی بے کسی و مجبوری کو عکس کر دیا ہے۔ اس کا اظہار کراہیت کو نمایاں کر رہا ہے اور یہی تمثال کاری جدیدیت کی اساس سمجھی جاتی ہے۔ تشبیہ اور استعارے کے استعمال میں روایت کی جھلک نہیں ملتی یہی وہ اظہار کی سطح ہے جو جدید ہے۔

جھیل کے کنارے پر
شام کیسری چولی
کھول کر نکلتی ہے
سانولی سی عریانی
لہر لہر چلتی ہے
چاند کرشن بالا ہے
پیڑ کے جھروکوں سے
جھانکتا ہے ادھر کو
پل میں لاج کی ماری
رات کے دوشالے میں
کیسے گم ہوئی دیکھو۔(۴۵)　("شام"، سرمد صہبائی)

اس نظم میں منظر ہے۔ جھیل کے کنارے ڈوبتے سورج اور اُبھرتی رات کا امیج ہے۔ خوبی یہ ہے کہ اس پورے منظر میں رات کا استعارہ اندھیرے اور سیاہی کے معنوں میں نہیں بلکہ پناہ گاہ کی صورت اختیار کرتا ملتا ہے۔ چاند کو کرشن سے تشبیہ دے کر مقامی جدیدیت کا تاثر پیدا کیا ہے جو رومانوی فضا کو مزید واضح کر رہا ہے۔

شام آخر کپکپاتی رات میں ڈھلنے لگی
خشک پتے منجمند ہاتھوں سے بکھراتی ہوئی
کانپتی راہوں پہ برفانی ہوا چلنے لگی ہے۔(۴۶)　("سنبھالا"، ضیا جالندھری)

یہاں امیجری کے ذریعے بڑھاپے اور موت کی طرف بڑھتے قدم کو مجسم کیا گیا ہے اور ایک پہلو معاشرے کے منفی رویوں کی نشاندہی پر مبنی ہے۔ ضیا جالندھری کے یہاں برف اور ٹھنڈ سے جڑی چیزیں موت کی علامات ہیں اور یہ جدید معنویت ہے۔

اِک البیلی پگڈنڈی ہے
افتاں خیزاں، گرتی پڑتی، ندی کنارے اُتری ہے!
ندی کنارے، باہیں کھولے، اِک البیلا پیڑ کھڑا ہے
پیڑ نے رستہ روک لیا ہے
پگڈنڈی حیراں کھڑی ہے
جسم چرائے، آنکھ جھکائے

دائیں بائیں دیکھ رہی ہے!

جانے کب سے باہیں کھولے، رستہ روکے پیڑ کھڑا ہے! (۴۷)　　("میں تُو"، وزیر آغا)

پگڈنڈی، پیڑ، ندی کنارہ ارضی عناصر ہیں ان کے استعمال سے انکشافِ ذات اور کائنات کی تلاش و جستجو کے پہلو کو تمثال کیا ہے۔ ایسا تاثر ہے جو جدید آزاد لیکن بے بس وجود کی تلاش کا اظہار ہے اور اس تلاش میں وہ اکیلا ہے۔ رکاوٹیں ہر پل ہیں، ہر منزل میں ہیں۔ یہی وجودیت کی اُلجھی فکر ہے جس کو عمدہ امیج کے ساتھ پیش کیا ہے۔

رُوح کو اپنی مشینوں کی بنا راکھ غذا

روغنی دیر کی خوراک بنا

رُوح کے ساتھ کہاں چلتی ہے دنیا کی ہوا

تو ہمیں کسریٰ و شداد بنا

دودھ کی نہر کا فرہاد بنا

ہم کو شیریں کے عوض صاحبِ ایجاد بنا۔ (۴۸)　　("باغِ دنیا"، جیلانی کامران)

تلمیحات و اساطیر میں بندھا اظہار ہے۔ طنز کا گہرا اثر ہے۔ بنیادی طور پر مادہ پرست دنیا، مشینی فرد اور گم ہوتی باطنی و وجودی اہمیت کا تازہ اظہار ہے۔ کسریٰ و شداد، دودھ کی نہر، فرہاد و شیریں کا ذکر تلمیحاتی سطح پر جدید اور غیر روایتی ہے۔

جدیدیت کا عطا کردہ یہ طرزِ بیان اس دَور کے سب ہی شعرا کے یہاں کم و بیش ملتا ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل بتایا جا چکا ہے کہ پاکستان کے قیام کا مقصد اور آزاد زندگی کے حصول کی خواہش کی تکمیل نہ ہوئی تو پاکستانی معاشرہ عوامی سطح پر اضطراب مایوسی بے چینی اور بے اطمینانی کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ بہتر زندگی گزارنے کی تگ و دو میں قدم تھکنے لگے تھے۔ روایت وجدت کی کش مکش بھی مادہ پرستی کے ساتھ بڑھ رہی تھی اس لیے جدیدیت کا رجحان اس ماحول اور ذہنی سطح سے میل کھا کر ادبی و تخلیقی دنیا میں در آیا تھا۔ یہ حالات پاکستانی حساس شاعر کے لیے تکلیف کا باعث تھے وہ انھیں قبول نہیں کر پا رہا تھا اس لیے اس دور یعنی ۱۹۶۰ء میں جو نظمیں لکھی گئیں ان میں جدیدیت کا گہرا اثر ملتا ہے۔ (۴۹) ان شعرا نے براہِ راست کچھ نہیں کہا، رمز و علامت کا سہارا لے کر اپنے عہد کی ترجمانی کی۔ یہی علامتی و استعاراتی اظہار جدیدیت سے متعلق ہے اور یہی پاکستانی اُردو نظم کی نئی صورت گری بھی تھی اس صورتِ حال کے تحت اُردو نظم میں جو موضوعات ملتے ہیں ان میں فرد کی تنہائی اس تنہائی کا کرب، خود غرضی، مادہ پرستی، انسان اور انسانیت کی تذلیل، مشینی زندگی، فرد کی آزادی کی خواہش اور انکشاف ذات زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آئے۔ (۵۰) یہ موضوعات کس طرح پاکستانی نظم کی تشکیل و تعمیر کرتے ہیں چند مثالیں دیکھیے:

بتا وہ راستہ کہاں ہے جس سے پھر

جنوں کے خواب

یا خرد کے خواب

لوٹ آئیں گے (۵۱)　　("بتا وہ راستہ کہاں؟"، ن م راشد)

ہے وہی شام و سحر کی تقدیر

وہی ہر روز کا مرنا جینا

خوں اُگلتی ہوئی پو پھٹتی ہے
تیر کھاتے ہوئے آہو کی طرح
بھاگتے بھاگتے تھک جاتے ہیں سورج کے قدم
شام کی گود میں آ گرتا ہے
پھوٹ پڑتے ہیں لہو کے دھارے
وقت بہتا ہی چلا جاتا ہے
اور ہم ساتھ بہے جاتے ہیں بے بس تنکے
"دل کے خوں کرنے کی فرصت کیسی"
آہ بھر لینے کی صورت ہی نہیں (۵۲)　　(تصدق حُسین خالد)

اوہ!
وہی ناشتا
ایک بے زار سی خانگی زندگی
ایک منحوس سی دفتری زندگی
خواب آنکھوں میں کوئی نہیں
منظروں کے دِیے بجھ چکے ہیں
بدن کی مہک بھی نہیں
زندگی ایک تلوار کی دھار ہے (۵۳)　　(انیس ناگی)

نیند اور اُمید کے مضموں سے خالی، سرگراں
سردیوں کی سب سے بھاری اور طویل
رات میں تیور بدلتی ہے ہوا
آگ میں جلتے خطوں اور روزناموں میں لکھے
راکھ ہوتے جا رہے ہیں عمر کے پچھلے پتے
شہرتوں کے برگ و بار (۵۴)　　(سلیم الرحمٰن)

منہ میں آنے والا رَس
اپنے ہی بھائیوں اور بہنوں کے
زندہ ماس کی کشید ہے (۵۵)　　(عبد الرشید)

شیر بکری کے نئے گھاٹ کے دروازے، آرے
ورلڈ آرڈر کے بہیمانہ طلسمات نے ڈیرے ڈارے
ہم تہی دست تو پہلے ہی سے تھے، دیکھے مشروم فشن

شیر و شکر ہوتی زبانوں کا بطن، قربت ولاچاری کا لنگوا کلچر
ٹاکسک ویسٹ میں تبدیل کیے دیتی ہے۔ تاحد نگہ زیست کا کوڑاملبہ
ہیروشیما کے دمِ عیسیٰ کا ہر لحظہ نیا کن فیا کن!(۵۶)　　(افتخار جالب)

یہ مثالیں جدیدیت کے رجحان پر مبنی نمائندہ شعرا کے کلام سے پیش کی گئی ہیں۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں جن میں اس دَور کے شعرا نے جدید طرزِ اظہار کو اپناتے ہوئے زندگی اور انسانیت کا نوحہ پیش کیا ہے۔ اس دَور کی جدید نظموں سے گریز کیا گیا ہے۔ استعارے کا استعمال غیر روایتی ہے ان کی تفہیم میں جدت ہے۔ جیسے:

تب میں نے اچانک
پھیلے ہوئے آکاش کی جانب
رحم طلب نظروں سے دیکھا
تاروں نے آکاش کو چھلنی کر ڈالا
چاند ادھڑتی ہنسی کا فوارہ بن کر
ناچ رہا تھا(۵۷)　　(وزیر آغا)

اور میں مردہ لمحات کا اِک ڈھیر۔۔۔ پہاڑ
اور میں
تنکوں کے بکھرے ہوئے بستر کی طرح(۵۸) (ن م راشد)
صبح کے سینے میں نیزے ٹوٹے
اور ہم رات کی خوشبوؤں سے بوجھل اُٹھے(۵۹)　　(ن م راشد)
تب سورج اِک دیو کی صورت آ پہنچا
جس کے ماتھے کی اکلوتی برہم آنکھ نے
سب آنکھوں کو خاک کیا تھا
سب انگارے راکھ ہوئے ہوئے تھے(۶۰)　(وزیر آغا)
اس نے دروازے کی درزوں سے
سرکاری جیپ کو سات رنگوں کے راستے پر پھسلتے سنا
سانسوں کا شکار
غار میں چھپ جانے والے کے ماتھے پر دراڑ
جب وہ سات سو سال بعد باہر نکلا
پُرانے سکے بدل چکے تھے
کیک پیسٹریوں نوٹوں اور اٹھنیوں پر نئے کتے کی تصویر تھی۔　　(عباس اطہر)

ان مثالوں میں علامتی انداز نمایاں ہے۔ خیال کو غیر روایتی انداز سے باندھا ہے۔ تاروں کا تصوّر، روشنی، جھلملاہٹ اور زینت سے وابستہ ہے لیکن اس نظم میں تاروں کے جال سے آکاش کے چھلنی ہونے کا احساس پیدا کیا ہے۔ یہ اس فرد کی ذہنی و بصری کیفیت ہے جو لمحاتی ہے۔ تاروں کا جال اسے آسمان کو چھلنی کرتا محسوس ہوتا ہے۔ چاند کا حسن تو اس کے ٹھہراؤ میں ہے لیکن یہاں چاند ناچ رہا ہے جو معنی و خیال کی نئی سطح ہے اور روایت سے ہٹ کر بھی ہے۔ راشد کی نظم کے اس حصے میں سورج کے طلوع ہونے کا بیان بالکل نیا ہے۔ یہ اندازِ لطافت نہیں رکھتا اذیت پہنچاتا ہے۔ صبح کے سینے میں نیزے ٹوٹے، شاعر کے کرب اور اس کے غم کی کیفیت کی عکاسی تو بخوبی کر رہا ہے اور واضح بھی ہے لیکن روایتی نہیں ہے۔ پھر اگلے مصرعے میں خوشبو خوشبو کا احساس ہے جس میں لطافت نہیں بلکہ بوجھل پن ہے۔ یہ معنی کی نئی سطح ہے۔ یہی جدیدیت سے وابستہ اظہار کا عکس ہے اور یہی غیر روایتی انداز ہے۔ وزیر آغا کی نظم کے اس ٹکڑے میں سورج کا نکلنا گویا اس دیو کے مانند تھا جس سے خوف آتا ہے بے بسی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ طاقت کا راج اور اس کا جبر اسے اگلے دن کی آمد کی چمک سے ڈراتا ہے۔ عباس اطہر کے یہاں دَورِ حاضر کے سیاسی منظر نامے کو روایتی مثال سے جوڑ کر نئی معنویت پیدا کی گئی ہے جو اسے جدت کے دائرے میں لے آتا ہے۔

جدیدیت سے وابستہ نظم نگاروں نے صرف اظہار و معنی ہی میں روایت سے گریز کا رویہ نہیں اپنایا تھا بلکہ ہیئت میں بھی نحوی سطح پر تجربے کیے تھے۔ افتخار جالب کا نام اس ضمن میں نمائندہ بھی ہے اور اوّلیت بھی رکھتا ہے۔ انہوں نے لسانی تشکیلات کے تحت ایسی نظمیں تخلیق کیں جن میں نحوی اعتبار سے تجربے کیے تھے۔ ان کے ساتھ تصدق حُسین کا نام آتا ہے۔ جنھوں نے اُردو میں آزاد نظم کو متعارف کروایا۔ (۶۱) اس کی کیا صورت رہی۔ چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

شیر دل خان
میں نے دیکھے تیس سال

پے بہ پے فاقے
مسلسل ذلتیں

جنگ
روٹی۔ (۶۲)　　(تصدق حُسین خالد)

اس نظم میں بحر سالم نہیں ہے۔ مصرعوں میں بٹی ہوئی ہے اور ایسا مفہوم اور روانی سے سامنے آنے والی اکائی یعنی شعری وحدت کو برقرار رکھنے کے لیے کیا ہے۔ (۶۳)

اسے کچھ کام سے کد تھی
قلم بولا
جو لکھوں بھی تو کیا لکھوں
جو لکھا بھی تو ان اشعار کے لکھنے سے کیا حاصل؟
نہ ان میں چاشنی ہو گی

نہ ان میں دلکشی ہو گی
ندامت آئے گی اپنے ہی لکھے پر　　(تصدق حُسین خالد)

نظم کے اس حصے میں سولہ ارکان رکھ کر بند کی رکنی روایت کی پیروی کی ہے صرف مصرعوں کی تقسیم میں روایت سے گریز یا انحراف ملتا ہے۔(۶۴)

ہوا آئے گی۔
بحرِ نیلگوں کے سرد سینے پر شکستہ رنگ ذرّوں کو
قیامت تک لیے پھرتی رہے گی اور طلعت کی بھری آغوش میں آخر
ظہورِ آدمِ خاکی مجھے تنہائی بخشے گا۔(۶۵)　　(افتخار جالب)

بحر ہزج میں لکھی گئی یہ نظم آزاد پیرائے میں ہے۔ اس کے ارکان مصرعوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

روایت۔ جنازہ
خدا اپنے سورج کی چھتری کے نیچے کھڑا
نالہ کرتا ہوا
جنازے کے ہمراہ چلتے ہوئے
گھر کے بے کار لوگوں کا شور و شغب
ریاکار لوگوں کا، شور و شغب کا سرور
نئے آدمی کا نزول
اور اس پر غضب کا سرور۔(۶۶)

خیال کی مخصوص کیفیت اور احساس کی عکاسی کے لیے مصرعوں کو ترتیب دیا ہے۔ فعولن کے وزن پر نظم ہے لیکن ایک مصرعے کا اختتام فعل سے ہوا ہے۔ یعنی خیال کو پیش کرنے میں مروّجہ صورت میں شعری اور قابلِ قبول انحراف ملتا ہے۔ نظم کی ظاہری شکل کو خیال کے بہاؤ کی مناسبت سے ترتیب دیا ہے۔ مصرعوں کی تقسیم آزاد نظم میں ملتی ہے۔ لیکن یہ ترتیب نئی صورت کو سامنے لا رہی ہے۔ ایسی بہت سی صورتیں مختلف شعرا کے یہاں ان کی سوچ کی انفرادیت اور خلاقی کے مطابق منفرد انداز میں مل جائیں گی۔

پاکستانی اُردو نظم میں جدیدیت کے اس رویے نے باقاعدہ تحریک کی صورت اختیار نہیں کی بلکہ ایک مخصوص ذہنی و فکری مکتب سے وابستہ رہا۔ یہ ایک ایسا ذہنی رویہ تھا جس نے مغرب کے معاشرے میں جنم لیا اور اس معاشرے ہی کا حصّہ بنا رہا۔ پاکستانی ادب نے اس کے اثرات قبول کیے اور ہمارے شعرا نے ان کی تقلید میں اپنی سماجی اقدار و تہذیبی روایات اور اخلاقیات سے انحراف کرتے ہوئے اپنی فکر کو پیش کیا۔ یہ فکری سطح ہمارے اسلامی و پاکستانی معاشرے سے میل نہیں کھاتی تھی۔ ہمارے عقائد، مذہب اور تہذیبی رکھ رکھاؤ میں مشرقیت تھی جس کی کچھ اخلاقی حدود قیود ہیں اور ان سے گریز قابل قبول نہیں ہے۔ اس لیے یہ جدید فکر زیادہ عرصے قائم نہ رہ سکی اور جلد ہی اُردو اَدب سے یہ رجحان ختم ہو گیا۔

حوالہ جات

۱۔ عابد، فرح،، نئی اُردو نظم۔ معاصر تخلیقی تسلسل (۱۹۷۰ء کے بعد)، عکس پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۲۲ء، ص:۱۵

۲۔ صدیقی، عقیل احمد،، جدید اُردو نظم: نظریہ و عمل (۱۹۲۶ء تا ۱۹۷۰ء)، عکس پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص:۲۸۰

۳۔ سبطِ حسن،، افکارِ تازہ، مرتبہ: جعفر احمد، مکتبہ دانیال، کراچی، ۲۰۱۶ء، ص:۲۲۲

۴۔ علی، مبارک، ڈاکٹر، ۲۰۲۲ء، اشاعت نہم، یورپ کا عروج، تاریخ پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۱۰

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً، ص ۱۱۲۔۱۱۳

۷۔ ایضاً، ص ۱۲۱

۸۔ رسل، برٹرینڈ (Bertrand Russell)، مترجم: تاج بہادر تاج، ۲۰۲۲ء، فلسفہ مغرب کی تاریخ، سٹی بک پوائنٹ، کراچی، ص ۴۳۸

۹۔ ایضاً، ص ۴۶۸

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۶۹

۱۱۔ علی، مبارک، ڈاکٹر، ۲۰۲۲ء، یورپ کا عروج، محولہ بالا، ص ۱۳۰

۱۲۔ رسل، برٹرینڈ، مترجم: تاج بہادر تاج، ۲۰۲۲ء، فلسفہ مغرب کی تاریخ، محولہ بالا، ص ۴۶۹

۱۳۔ علی، مبارک، ڈاکٹر، ۲۰۲۲ء، یورپ کا عروج، محولہ بالا، ص ۱۳۶

۱۴۔ فرید الدین، ۱۹۸۲ء، وجودیت: متعارف و تنقید، آگہی پبلی کیشنز، حیدر آباد، ص ۱۰

۱۵۔ حنفی، شمیم، ۲۰۱۹ء، جدیدیت اور سائنسی عقلیت، مشمولہ: جدیدیت، مرتبین، ڈاکٹر حماد رسول، شکیل حُسین سیّد، عکس پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۲۲

۱۶۔ عباس، مظہر، ڈاکٹر، ۲۰۲۲ء، اُردو ناول جدیدیت کے تناظر میں، فکشن ہاؤس، لاہور، ص ۲۸۶

۱۷۔ پرمار، کلپیش کمار (Kalpeshkumar Parmar)، ۲۰۱۸ء، ماڈرن ازم: اوریجن اینڈ گروتھ، مشمولہ: انٹرنیشنل جرنل آف کریٹیٹو ریسرچ تھائس، والیم:۶، ص ۲۹۵

۱۸۔ عباس، مظہر، ڈاکٹر، ۲۰۲۲ء، اُردو ناول جدیدیت کے تناظر میں، فکشن ہاؤس، لاہور، ص ۲۸۶

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۰

۲۰۔ پرمار، کلپیش کمار (Kalpeshkumar Parmar)، ۲۰۱۸ء، ماڈرن ازم: اوریجن اینڈ گروتھ، مشمولہ: انٹرنیشنل جرنل آف کریٹیٹو ریسرچ تھائس، والیم:۶، ص ۲۹۴

۲۱۔ چائلڈز، پیٹر (Peter Childs)، ۲۰۰۲ء، ماڈرن ازم، روٹ لیج، لندن، ص ۱

۲۲۔ دیکھیے: https://essaypro.com/blog/modernism-in-literature/23/01/2023

۲۳۔ فرید الدین، ۱۹۸۲ء، وجودیت: تعارف و تنقید، آگہی پبلی کیشنز، حیدر آباد، ص ۱۷

۲۴۔ دیکھیے: https://essaypro.com/blog/modernism-in-literature/23/01/20213

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ عباس، مظہر، ڈاکٹر، ۲۰۲۲ء، اُردو ناول جدیدیت کے تناظر میں، فکشن ہاؤس، لاہور، ص ۲۸۷

۲۷۔ عبدالقادر، ۱۹۶۵ء، جدید شاعری میں اشاریت اور ابہام، مشمولہ: نگار پاکستان سالنامہ ۱۹۶۵ء، ص ۲۹۹

۲۸۔ رسل، برٹرینڈ، مترجم: تاج بہادر تاج، ۲۰۲۲ء، فلسفہ مغرب کی تاریخ، سٹی بک پوائنٹ، کراچی، ص

۲۹۔ چائلڈز، پیٹر (Peter Childs)، ۲۰۰۲ء، ماڈرن ازم، روٹ لیج، لندن، ص ۵۵

۳۰۔ کرامت، علی کرامت، جدید شاعری اور اس کا پس منظر، مشمولہ: نگار پاکستان سالنامہ ۱۹۶۵ء، ص ۳۰۴

۳۱۔ عباس، مظہر، ڈاکٹر، ۲۰۲۳ء، اُردو ناول جدیدیت کے تناظر میں، فکشن ہاؤس، لاہور، ص ۲۹

۳۲۔ چائلڈز، پیٹر (Peter Childs)، ۲۰۰۲ء، ماڈرن ازم، روٹ لیج، لندن، ص ۵۱

۳۳۔ پانی پتی، جمال، ۲۰۰۵ء، جدیدیت کی ابلیسیت، اکادمی بازیافت، کراچی، ص ۱۸۸

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ ضیاء الحسن، ڈاکٹر، ۲۰۱۲ء، جدید اُردو نظم، آغاز وارتقا، سانجھ پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۳

۳۶۔ امجد، ساجد، ڈاکٹر، ۱۹۸۹ء، اُردو شاعری پر برِّصغیر کے تہذیبی اثرات، غضنفر اکیڈمی، کراچی، ص ۳۴۹

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ ایضاً، ص ۳۵۰

۳۹۔ نیر، ناصر عباس، ۲۰۲۴ء، اس کو اِک شخص سمجھنا تو مناسب ہی نہیں (میراجی کی نظم اور نثر کے مطالعات)، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۷۸

۴۰۔ جعفری، فضیل، ۱۹۹۵ء جدید نظم کا موجودہ منظر نامہ، مشمولہ: اُردو نظم ۱۹۶۰ء کے بعد اُردو اکادمی، دہلی، ص ۹

۴۱۔ صدیقی، عقیل احمد، ۲۰۱۹ء، جدید اُردو نظم: نظریہ و عمل (۱۹۲۶ء تا ۱۹۷۰

۴۲۔ آفاقی، محمد یٰسین، ۲۰۱۹ء، جدید اُردو نظم میں ہیئت کے تجربے، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، ص ۴۳۰

۴۳۔ کومل، بلراج، ۱۹۹۵ء، جدید نظم کے امکان و آفاق، مشمولہ: اُردو نظم ۱۹۶۰ء کے بعد، اُردو اکادمی، دہلی، ص ۷۰

۴۴۔ راشد، ن م، ۲۰۱۱ء، کلیات راشد، کتابی دنیا، دہلی، ص ۲۹۹

۴۵۔ ازفر، عمران، ۲۰۱۳ء، نئی اُردو نظم، نئی تخلیقی جہت، پورب اکادمی، اسلام آباد، ص ۱۱۰

۴۶۔ جالندھری، ضیاء، rekhta.org/searea/nazm?q=zia%20 jalandhari%20nazm%20sambhala

۴۷۔ آغا، وزیر، ۱۹۷۴ء، وزیر آغا کی نظمیں، مرتبہ: غلام حُسین اظہر، مکتبہ اُردو زبان، سرگودھا، ص ۱۲۳

۴۸۔ نعیم محمد، ۲۰۱۲ء، اُردو آزاد نظم میں امیجری، پی ایچ ڈی مقالہ (غیر مطبوعہ)، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور، ص ۴۰۹

۴۹۔ حنفی، شمیم، ۲۰۰۸ء، جدیدیت اور نئی شاعری، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳۱۱

۵۰۔ صدیقی، عقیل احمد، ۲۰۱۹ء، جدید اُردو نظم: نظریہ و عمل (۱۹۳۶ء تا ۱۹۷۰ء)، عکس پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳۲۴

۵۱۔ راشد، ن م، سن ندارد، کلیاتِ راشد، ماورا پبلشرز، لاہور، ص ۵۱۲

۵۲۔ علی، احتشام، ۲۰۱۵ء، جدید اُردو نظم میں عصری حسیت، سانجھ پبلی کیشنز، لاہور، ص ۷۰

۵۳۔ ایضاً، ص ۸۶

۵۴۔ سلیم الرحمٰن، محمد، ۲۰۱۹ء، نظمیں، قوسین، لاہور، ص ۸۶

۵۵۔ علی، احتشام، ۲۰۱۵ء، جدید اُردو نظم میں عصری حسیت، سانجھ پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۷۹

۵۶۔ ایضاً، ص ۱۵۵

۵۷۔ سعید، سعادت، ۲۰۱۷ء، اُردو نظم میں جدیدیت کی تحریک، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۷۲

۵۸۔ نیر، ناصر عباس، ڈاکٹر، ۲۰۱۴ء، لسانیات اور تنقید، پورب، اسلام آباد، ص ۱۶۳

۵۹۔ راشد، ن م، سن ندارد، کلیاتِ راشد، ماورا پبلشرز، لاہور، ص ۳۸۶

۶۰۔ علی، احتشام، ۲۰۱۵ء، جدید اُردو نظم میں عصری حسیت، سانجھ پبلی کیشنز، لاہور، ص ۶۲

۶۱۔ ایضاً

۶۲۔ سعید، سعادت، ۲۰۱۷ء، اُردو نظم میں جدیدیت کی تحریک، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۴۹

۶۳۔ آفاقی، محمد یٰسین، ۲۰۱۹ء، جدید اُردو نظم میں ہیئت کے تجربے، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، ص ۲۵۲

۶۴۔ ایضاً، ص ۲۰۱

۶۵۔ سعید، سعادت، ۲۰۱۷ء، اُردو نظم میں جدیدیت کی تحریک، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۹۷

۶۶۔ راشد، ن م، سن ندارد، کلیاتِ راشد، ماورا پبلشرز، لاہور، ص ۵۱۳

References in Roman Script:

1. Abid, Farhan, 2022, Nai Urdu Nazm-Ma'asir Takhliqi Tasalsul (1970 Kay Baad), AKS Publications, Lahore, P:15
2. Siddiqui, Aqil Ahmed, 2019, Jadeed Urdu Nazm: Nazarya-o-Amal (1926 Ta 1970), AKS Publications, Lahore, P:280
3. Sibt-e-Hasan, 2016, Afkar-e-Taza, Murattaba: Jafar Ahmed, Maktaba Daniyal, Karachi, P:222
4. Ali, Mubarak, Dr., 2022, Isha'at Nahum, Europe ka Urooj, Tareekh Publication, Lahore, P:110
5. Ibid
6. Ibid, P:112-113
7. Ibid, P:121
8. Russell, Bertrand, Mutarjim: Taj Bahadur Taj, 2022, Falsafa-e-Maghrib Ki Tareekh, City Book Point, Karachi, P:438
9. Ibid, P:468
10. Ibid, P:469
11. Ali, Mubarak, Dr., 2022, Europe Ka Urooj, Muhavvala-Bala, Pg-130

12. Russell, Bertrand, Mutarjim: Taj Bahadur Taj, 2022, Falsafa-e-Maghrib ki Tareekh, Muhavvala-Bala, P:469
13. Ali, Mubarak, Dr., 2022, Europe ka Urooj, Muhavvala-Bala, P:136
14. Fareed-Ud-Din, 1982, Wajoodiat: Ta'aruf-o-Tanqeed, Aaghhi Publications, Hyderabad, P:10
15. Hanafi, Shamim, 2019, Jadeediat Aur Sciencee Aqliat, Mashmula: Jadidiat, Murattabeen, Dr. Hammad Rasool Shakeel Hussain Syed, AKS Publications, Lahore, P:222
16. Abbas, Mazhar, Dr., 2022, Urdu Novel Jadidiat Kay Tanazur Main, Fiction House, Lahore, P:286
17. Parmar, Kalpesh Kumar, 2018, Modernism: Origion and Growth, Mashmoola: International Journal of Creative Research Thoughts Vol:6, P:295
18. Abbas, Mazhar, Dr., 2022, Urdu Novel Jadidiat Kay Tanazur Main, Fiction House, Lahore, P:286
19. Ibid, P:20
20. Parmar, Kalpesh Kumar, 2018, Modernism: Origion and Growth, Mashmoola: International Creative Research, Vol:6, P:294
21. Childs, Peter, 2002, Modernism, Routledge, London, P:1
22. See: https://essaypro.com/blog/modernism-in-literature/23/01/2023
23. Fareed-Ud-Din, 1982, Wajoodiat: Ta'aruf-o-Tanqeed, Aaghhi Publications, Hyderabad, P:17
24. See: https://essaypro.com/blog/modernism-in-literature/23/01/2023
25. Ibid
26. Abbas, Mazhar, Dr., 2022, Urdu Novel Jadidiat Kay Tanazur Main, Fiction House, Lahore, P:287
27. Abdul Qadir, 1965, Jadeed Shairi Main Ishariat Aur Ibham, Mashmoola: Nigar Pakistan Salnama 1965, P:299
28. Russell, Bertrand, Mutarjim: Taj Bahadur Taj, 2022, Falsafa-e-Maghrib Ki Tareekh, Muhavvala Bala,
29. Childs, Peter, 2002, Modernism, Routledge, London, P:55
30. Karamat Ali Karamat, Jadeed Shairi Aur Uss Ka Pasmanzar, Mashmoola: Nigar, Pakistan, Salanama, 1965, P:304
31. Abbas, Mazhar, Dr., 2022, Urdu Novel Jadidiat Kay Tanazur Main, Fiction House, Lahore, P:29
32. Childs, Peter, 2002, Modernism, Muhavvala-Bala, P:51
33. Pani Pati, Jamal, 2005, Jadidiat Ki Iblisiat, Akadmi Bazyaft, Karachi, P:188
34. Ibid

35. Zia-Ul-Hassan, Dr., 2012, Jadeed Urdu Nazm, Aaghaz-o-Irtaqa, Sanjh Publications, Lahore, P:23

36. Amjad, Sajid, Dr., 1989, Urdu Shairi Per Barr-e-Saghir Kay Tehzibi Asrat, Ghazanfar Academy, Karachi, P:349

37. Ibid

38. Ibid, P:350

39. Nayyer, Nasir, Abbas, 2024, Uss Ko Ik Shakhs Samajhna Tou Munasib Hi Nahi (Mira Ji Ki Nazm Aur Nasp Kay Mutalat), Sang-e-Meel Publications, Lahore, P:178

40. Jaffry, Fuzail, 1995, Nazm Ka Maujooda Manzar Nama, Mashmoola: Urdu Nazm 1960 Kay Ba'ad, Urdu Akadmi, Delhi, P:9

41. Siddiqui, Aqil Ahmed, 2019, Jadeed Urdu Nazm: Nazarya-o-Amal (1926 ta 1970), AKS Publications, Lahore, P:280

42. Aafaqi, Muhammad Yaseen, 2019, Jadeed Urdu Nazm Main Hayat Kay Tajurbay, Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, Lahore, P:430

43. Komal, Balraj, 1995, Jadeed Nazm Kay Imkan-o-Aafaq, Mashmoola: Urdu Nazm 1960 Kay Ba'ad, Urdu Akadmi, Delhi, P:70

44. Rashid, Noon-Meem, 2011, Kulyat-e-Rashid, Kitabi Dunya, Delhi, P:299

45. Azfar, Imran, 2013, Nai Urdu Nazm, Nai Takhliqi Jehat, Purab Academy, Islamabad, P:110

46. Jalandhari, Zia,

    rekhta.org/searea/nazm?q=zia%20jalandhari%20nazm%20sambhala

47. Aagha, wazir, 1974, Wazir Aagha Ki Nazmain, Murattaba: Ghulam Hussain Azhar, Maktaba Urdu Zaban, Sargodha, P:123

48. Naeem, Muhammad, 2012, Urdu Azad Nazm Mai Imagery, Ph.D, Maqala (Ghair Matbua), Government Islamia College, Lahore, P:409

49. Hanafi, Shamim, 2008, Jadidiat Aur Nai Shairi, Sang-e-Meel Publications, Lahore, Pg-311

50. Siddiqui, Aqil Ahmed, 2019, Jadeed Urdu Nazm: Nazarya-o-Amal (1936 Ta 1970), AKS Publications, Lahore, Pg-324

51. Rashid, Noon-Meem, Sunnadarur, Kulyat-e-Rashid, Mawra Publishers, Lahore, Pg-512

52. Ali Ehtisham, 2015, Jadeed Urdu Nazm Mai Asri Hissiyat, Sanjh, Publications, Lahore, P:70

53. Ibid, P:86

54. Salim-Ur-Rahman, Muhammad, 2019, Nazmain, Qausain, Lahore, P:86

55. Ali, Ehtisham, 2015, Jadeed Urdu Nazm Mai Asri Hissiyat, Sanjh Publications, Lahore, P:179
56. Ibid, P:155
57. Saeed, Sa'adat, 2017, Urdu Nazm Mai Jadidiat Ki Tehreek, Sang-e-Meel Publications, Lahore, P:272
58. Nayyar Nasir, Abbas, 2014, Lisaniyat Aur Tanqeed, Porab, Islamabad, P:163
59. Rashid, Noon-Meem, Sunnadarur, Kulyat-e-Rashid, Mawra Publishers, Lahore, P:386
60. Ali, Ehtisham, 2015, Jadeed Urdu Nazm Mai Asri Hissiyat, Sanjh Publications, Lahore, P:62
61. Ibid
62. Saeed, Sa'adat, 2017, Urdu Nazm Mai Jadidiyat Ki Tehreek, Sang-e-Meel Publications, Lahore, P:249
63. Aafaqi, Muhammad Yaseen, 2019, Jadeed Urdu Nazm Mai Haiyat Kay Tajrabay, Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, Lahore, P:252
64. Ibid, P:201
65. Saeed, Sa'adat, 2017, Urdu Nazm Mai Jadidiyat Ki Tehreek, Sang-e-Meel Publications, Lahore, P:297
66. Rashid, Noon-Meem, Sunnadarur, Kulyat-e-Rashid, Mawra Publishers, Lahore, P:513